تفسیر
سورہ توحید

ڈاکٹر سید نیاز محمد ہمدانی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ

کتاب:	تفسیر سورۂ توحید
مؤلف:	ڈاکٹر سید نیاز محمد ہمدانی
اشاعت:	بار اول (مئی 2012)
مطبع:	معراج دین پرنٹرز۔ لاہور
تعداد:	گیارہ سو
قیمت:	-----

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

انتساب:

قافلہ انسانیت کی منزل توحید کی طرف رہنمائی کرنے والے الٰہی رہنماؤں:

حضرت آدم علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اوران کے اہل بیت اطہار علیہم السلام

کے نام

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

فہرست

عنوان صفحہ

1۔تعارف.. 7
2۔شان نزول.. 8
3۔فضائل.. 8
4۔اہم نوٹ.. 11
5۔چند اہم نکات.. 11
6۔قل ھواللہ احد.. 15
7۔غیب مطلق 16
8۔مطلق اور نسبی.. 16
9۔وحدت عددی... 20
10۔وحدت نوعی.. 21
11۔وحدت مادی.. 21
12۔وحدت صوری... 21
13۔وحدت حقیقی یا اللہ تعالیٰ کی وحدت................................. 22
14۔اللہ الصمد... 27
15۔لم یلد ولم یولد.. 34
15۔ولم یکن لہ کفوا احد.. 36
16۔سورۂ توحید اور تسبیحات حضرت زہراء سلام اللہ علیہا.......................... 38
17۔شیعہ مذہب میں توحید کی اہمیت...................................... 40

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ عَلیٰ سَيِّدِنَا وَ مَوۡلانَا
اَبِیۡ الۡقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَ اَهۡلِ بَيۡتِهِ الطَّيِّبِيۡنَ الطَّاهِرِيۡنَ الۡمَعۡصُوۡمِيۡن
وَ لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلیٰ اَعۡدَائِهِمۡ اَجۡمَعِيۡنَ.

عبادت اور پرستش کا جذبہ انسانی فطرت اور سرشت کے اندر بہت گہرا ہے۔ اس لئے کہ اللہ نے انسان کو پیدا ہی عبادت کے لئے کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''مَاخَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَ الۡاِنۡسَ اِلَّا لِيَعۡبُدُ وۡنِّ''(ذاریات: 56)

''میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے''۔

لیکن انسان کا اصل مسئلہ اپنے حقیقی معبود کی پہچان اور معرفت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ان کے رب اور معبود کی پہچان کرانے کا کام اپنے ذمے لیا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کے حقیقی معبود کی معرفت اور پہچان دینے کے لئے ہی تمام انبیاء اور رسول بھیجے۔ اس کی ایک جھلک سورۂ اعراف میں دیکھی جا سکتی ہے۔ سورۂ اعراف میں آیت 59 سے آیت 84 تک کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب علیہم السلام میں سے ہر ایک نے اپنی قوم سے کہا:

''يَا قَوۡمِ اعۡبُدُ وۡ ا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ''.

''اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے توحید کو سمجھانے کے لئے جتنا اہتمام کیا شیطان نے بھی انسان کو توحید کی راہ سے گمراہ کرنے کے لئے نت نئے طریقے ڈھونڈے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں میں قرآن مجید کو پڑھنے کا عمل زیادہ تر ناظرہ تلاوت تک محدود ہے۔ لوگ ثواب حاصل کرنے کے لئے سوچے سمجھے بغیر صرف عربی میں قرآن پاک کی ناظرہ تلاوت تک ہی محدود رہتے ہیں۔ حالانکہ اگر قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھا جائے تو توحید کی راہ سے گمراہ ہونے اور شرک کی طرف آنے کے امکانات معدوم ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید سے لوگوں کی اس ناواقفیت کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مسلمان توحید کے قرآنی تصور سے بیگانہ ہو گئے۔ اس سے بڑھ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کر بدقسمتی یہ ہوئی کہ بعض مقررین نے دانستہ مجالس ومحافل میں شرک کی ترویج شروع کردی ہے حالانکہ قرآن اوراہل بیت علیہم السلام کی تعلیمات میں جو مقام توحیداور معرفت رب کا ہے وہ کسی اور چیز کا نہیں ہے۔

قرآن مجید میں سورۂ توحید میں خالص توحید کو بیان کیا گیا ہے۔ سورۂ توحید قرآن مجید کی وہ سورت ہے جو ہر مسلمان کو زبانی یاد ہے۔اگر کسی مسلمان کو یہ سورت زبانی یاد نہ ہوتو یہ انتہائی حیرت کی بات ہوگی۔نماز کے پابند مسلمان ہر روز نماز میں اس سورت کی تلاوت کرتے ہیں۔ اگر اس سورت کے مطالب اور معانی سے واقفیت حاصل ہو جائے تو توحید پر انسان کا ایمان بہت پختہ اور غیر متزلزل ہوجاتا ہے اور ہر قسم کے شرک کی راہیں مسدود ہوجاتی ہیں۔مگر بدقسمتی سے اس سورت کے ترجمہ اور مطالب کے بارے میں بہت لاعلمی پائی جاتی ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ اس سورت کا ترجمہ اوراس کے مطالب کی تشریح سے سب مسلمانوں کو آ گاہ کیا جائے۔سورۂ توحید کا ترجمہ اور مختصر تشریح جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے، ایسی ہی ایک کاوش ہے۔ ہماری یہ کاوش کتنی مفید رہی ؟ اس کا فیصلہ آپ کریں گے۔آپ کی آراء اس کام کو مزید بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کریں گی۔

اللہ تعالیٰ سب اہل ایمان کے دلوں کو معرفت رب کے نور سے منور فرمائے۔

الفقیر الی اللّٰہ
سید نیاز محمد ہمدانی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ. اَللّٰہُ الصَّمَدُ. لَمۡ یَلِدۡ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ
وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُواً اَحَدٌ

تعارف

سورۂ توحید قرآن شریف کی ایک سو بارہویں سورت ہے۔اس کو سورۂ اخلاص بھی کہا جاتا ہے۔اسے سورۂ توحید اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں خالص توحید کو بیان کیا گیا ہے۔اسے سورۂ اخلاص اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس سورۂ مبارکہ کی روشنی میں عقیدہ توحید پختہ ہو جائے تو عقیدۂ توحید ہر قسم کے شکوک وشبہات کی آلائش سے پاک ہو کر خالص ہو جاتا ہے۔اس بات کو مولائے موحدین امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

اَوَّلُ الدِّیۡنِ مَعۡرِفَتُہٗ وَ کَمَالُ مَعۡرِفَتُہٗ التَّصۡدِیۡقُ بِہٖ وَکَمَالُ تَصۡدِیۡقِہٖ اَلۡاِخۡلَاصُ لَہٗ. (نہج البلاغہ خطبہ 1)

''دین کی ابتداء اس کی (اللہ کی) معرفت ہے۔اس کی معرفت کا کمال اس کی تصدیق ہے اور اس کی تصدیق کا کمال اس کے لئے اخلاص پیدا کرنا ہے''۔

بالفاظ دیگر توحید اور اخلاص لازم وملزوم ہیں۔اسی لئے اس سورۂ مبارکہ کو سورۂ توحید بھی کہا جاتا ہے اور سورۂ اخلاص بھی۔اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جب بندہ توحید میں مخلص ہو جاتا ہے تو وہ اللہ کی بندگی میں بھی مخلص ہو جاتا ہے۔اس لحاظ سے اس سورہ کو سورہ اخلاص کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی بدولت انسان ہر قسم کی آلائش سے پاک ہو

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کر اللہ تعالیٰ کا خالص بندہ بن جاتا ہے۔

شانِ نزول

یہودیوں کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ ہمیں اپنے رب کا تعارف کروائیے۔اس پر سورۂ توحید نازل ہوئی۔(اصول کافی جلد 1، باب النسبہ حدیث 1)۔

فضائل

اس سورہ کے بہت سے فضائل مختلف احادیث میں بیان ہوئے ہیں جن میں سے چند یہاں نقل کی جاتی ہیں:

(1). **عَلِي ابْنِ الْحُسَيْنِ زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ عَلَيْهِ السَّلامُ:سُئِلَ عَنِ التَّوْحِيْدِفَقَالَ:اِنَّ اللّٰهَ عَزّ وَجَلَّ عَلِمَ اَنَّهٗ يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ اَقْوَامٌ مُتَعَمِّقُوْنَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالىٰ : قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَالْآيَاتِ مِنْ سُوْرَةِ الْحَدِيْدِ: هُوَاللّٰهُ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ....عَلِيْمٌ بِذَ اتِ الصُّدُوْرِ.**

امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سورۂ توحید کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو علم تھا کے آخری زمانے میں گہری عقل وفکر رکھنے والے لوگ آئیں گے تو اس نے سورۂ توحید اور سورۂ حدید کی یہ آیات نازل فرمائیں:

"هُوَاللّٰهُ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ..عَلِيْمٌ بِذَ اتِ الصُّدُوْرِ".

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(اصول کافی جلد1، باب النسبہ حدیث3)

(2). عَنْ اُبَیُ ابْنِ کَعَبٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ:مَنْ قَرَءَ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ فَکَاَنَّمَا قَرَءَ ثُلُثَ القرآن.

''ابی ابن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۂ توحید کی تلاوت کی گویا اس نے ایک تہائی قرآن کی تلاوت کی''۔

(الدرالمنثور 411:6)

(3). عَنْ اَمِیْرِ الْمُوْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلام قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَءَ ''قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ'' مِأَۃَ مَرَّۃٍ حِیْنَ یَاْخُذُ مَضْجَعَہٗ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ ذُنُوْبَ خَمْسِیْنَ سَنَۃٍ. (ثواب الاعمال:294)

''امیرالمومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جوکوئی سوتے وقت سو بار سورۂ قل ھواللہ احد کی تلاوت کرے اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔''

(4) عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ: مَنْ آوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ فَقَرَاَ ''قُلْ ھُوَا للّٰہُ اَحَدٌ'' اِحْدَیٰ عَشْرَ مَرَّۃً حَفَظَہُ اللّٰہُ فِیْ دَارِہٖ وَدُ وَیْرَاتٍ حَوْلَہٗ.

''حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص سوتے وقت گیارہ مرتبہ سورۂ قل ھواللہ احد کی تلاوت کرے اللہ تعالیٰ اس کے گھر اور اس کے قرب و جوار کے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

گھروں کی حفاظت اپنے ذمے لے لیتا ہے۔" (ایضاً)

(5) عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ مُحَمَّدٍعَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ:اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلَىٰ سَعَدِ بْنِ مُعَاذٍ فَقَالَ لَقَدْ وَافَا مِنَ الْمَلَا ئِكَةِ تِسْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ فِيْهِمْ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهٗ يَاجَبْرَئِيْلُ! بِمَا اسْتَحَقَّ صَلَا تَكُمْ عَلَيْهِ؟ فَقَالَ: بِقَرَآ ءَ ةِ "قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ" قَائِمًا وَ قَاعِدًا وَ رَاكِبًا وَمَاشِيًا وَ ذَاهِبًاوَ جَائِيًا.

"حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس نماز جنازہ میں نوے ہزار فرشتوں نے شرکت کی جن میں حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ کیا بات ہے جس کی وجہ سے سعد بن معاذ کو یہ مقام ملا کہ تم ان کی نماز جنازہ میں شرکت کرو۔ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اٹھتے بیٹھتے، سوار اور پیدل، آتے جاتے سورۂ قل ہو اللہ احد کی تلاوت کی وجہ سے"۔ (ایضاً)

(6)۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ قَرَاَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ مَنْزِلِهٖ عَشَرَ مَرَّاتٍ لَمْ يَزَلْ فِيْ حِفْظِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ كَلَا ئَتِهٖ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلىٰ مَنْزِلِهٖ".

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

''جو شخص گھر سے نکلتے وقت دس مرتبہ سورۂ قل ھو اللّٰہ احد کی تلاوت کرے تو گھر واپس آنے تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پناہ میں رہے گا''۔

(مفاتیح الجنان: باقیات الصالحات، گھر سے نکلتے وقت کی دُعائیں)۔

اہم نوٹ

قارئین محترم سے پرزور التماس ہے کہ حتی الامکان ان احادیث پر عمل کرنے کی کوشش کریں تاکہ آپ کے علم اور عمل میں مطابقت پیدا ہو جائے۔(جزاکم اللہ)

چند اہم نکات

سورۂ توحید کے بارے میں گفتگو کرتے وقت ہمیں چند اہم پہلو نظر آتے ہیں جن کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے:

1۔ سورۂ توحید قرآن مجید میں جس مقام پر ہے اسے قرآن مجید کا اختتامیہ (Closing) کہا جا سکتا ہے۔قرآن مجید کا آغاز سورۂ حمد سے ہوا۔اگر سورۂ حمد کے مطالب پر غور کیا جائے تو اس میں بھی خالص توحید کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ اس کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہوتا ہے۔اس کے بعد یہ حقیقت بیان ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عالمین کا رب یعنی ساری کائنات کا مالک اور مدبر ہے۔ وہی رحمٰن و رحیم ہے، وہی قیامت کے دن کا مالک و مختار ہے۔اس کے بعد اس بات کا ذکر ہے کہ اے ہمارے رحمٰن و رحیم رب ہم صرف تیری بندگی کرتے ہیں اور بندگی کی راہ میں پیش آنے والی تمام مشکلات اور رکاوٹوں کے مقابلے میں مدد بھی صرف تجھ سے چاہتے ہیں۔ زندگی میں ہر قدم پر تو ہمیں اپنی بندگی کی سیدھی راہ کی ہدایت کرتا رہ، ہمیں ان لوگوں کی راہ پر چلا جنہوں نے تیری خالص بندگی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کی جس کی وجہ سے وہ تیری نعمتوں سے سرفراز ہوئے اور ہمیں ان لوگوں کی راہ سے دور رکھ جنھوں نے تیری بندگی کی راہ کو ترک کیا اور تیرے غضب کا نشانہ بنے اور گمراہ ہوگئے۔

بالفاظ دیگر سورۂ فاتحہ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ رب العالمین صرف اللہ ہے، رحمٰن اور رحیم بھی صرف اللہ ہے، مالک یوم الدین بھی صرف اللہ ہے، معبود اور مستعان بھی صرف اللہ ہے، ہدایت بھی صرف اللہ کی ہدایت ہے، نجات بھی صرف اللہ کے بندوں کی ہے۔

اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ قرآن مجید کا آغاز بھی توحید سے ہورہا ہے اور اس کا اختتام بھی توحید پر ہورہا ہے۔

2۔ سورۂ اخلاص سے پہلے چند سورتوں کو دیکھیں اور اس کے بعد والی دو سورتوں کو دیکھیں تو ان میں ایک مکمل ربط اور گہری ہم آہنگی نظر آتی ہے اور اس ربط اور ہم آہنگی کی بنیاد بھی توحید ہے۔ سورۂ توحید سے پہلے سورۂ لہب ہے، اس سے پہلے سورۂ نصر ہے اور اس سے پہلے سورۂ کافرون ہے۔ سورۂ کافرون کو بھی غور سے دیکھیں تو صاف نظر آتا ہے کہ یہ سورۃ بھی خالص توحید کا موقف بیان کر رہی ہے۔ مشرکین مکہ کے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ تجویز دی کہ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ ان کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"قل یا ایھاالکافرون لااعبد ما تعبدون.... لکم دینکم ولی دین".

یعنی تمہارے معبودوں کی عبادت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تم اپنی بت پرستی پر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

رہو میں اپنی توحیداور خداپرستی کی راہ پر قائم رہوں گا، تمہیں توحید پر لانے کے لئے میں خود توحید کی راہ سے ذرا بھی ادھر ادھر نہیں ہوسکتا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دوٹوک الفاظ میں شرک سے برائت اور توحید کے ساتھ پختہ اور غیر مشروط وابستگی کا اعلان فرمادیا۔

سورۂ کافرون میں خالص توحید پر اصرار اور شرک کی مکمل نفی کے بعد سورۂ نصر میں توحید اور اہل توحید کی فتح و کامیابی اور عزت و سربلندی اور شرک اور مشرکین کی شکست، ناکامی و نامرادی اور ذلت کا ذکر ہے۔ اس کے بعد اگلی سورت یعنی سورۂ لہب میں ایک خاص مشرک ابولہب کی بربادی اور ذلت کا ذکر ہے۔

سورۂ فاتحہ سے توحید کا جو پیغام شروع ہوا وہ سورۂ توحید پر مکمل ہو گیا۔ اس کے بعد کی دوسورتوں، سورۂ فلق اور سورۂ ناس، میں توحید کی راہ پر چلنے میں پیش آنے والی اہم ترین رکاوٹوں کا مقابلہ کرنے کی تدبیر بتائی گئی ہے۔ گویا ان دوسورتوں میں اللہ تعالیٰ بندوں سے یہ فرمار ہا ہے کہ سورۂ فاتحہ سے لے کر سورۂ توحید تک تم نے توحید اور خداپرستی کا جو درس سیکھا ہے اس پر چلنے میں تمہیں انسانوں اور جنات کے شیطانوں کی طرف سے کچھ رکاوٹوں سے واسطہ پڑے گا۔ شیطانی طاقتوں کے ان ہتھکنڈوں کا مقابلہ کرنے کے لئے بھی تمہیں میری ہی پناہ لینی ہوگی۔

اس لحاظ سے سورۂ توحید "**ایاک نعبد**" اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس "**ایاک نستعین**" کی تشریح قرار پائیں گی۔ گویا اول سے آخر تک سارے قرآن کا بنیادی پیغام توحید ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دواسماء ہوالاول والآخر کے مختلف معانی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قرآن کا اول بھی اللہ کے ذکر اور اس کی توحید سے اور آخر بھی اللہ کے ذکر اور توحید پر ہورہا ہے۔ ان کے کچھ اور معانی یہ ہیں کہ وہ کائنات کی تخلیق سے پہلے بھی وہ تھا اور کائنات

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کے خاتمہ کے بعد بھی وہ ہوگا۔ جب ایک مسلمان اس دنیا میں آتا ہے تو سب سے پہلے اس کے کان میں اذان کہی جاتی ہے جس کا آغاز اللہ اکبر سے ہوتا ہے اور مرنے کے بعد اس دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے بھی اللہ اکبر کے ساتھ اسے رخصت کیا جاتا ہے۔(نماز جنازہ میں چار یا پانچ تکبیریں پڑھی جاتی ہیں اور آخری تکبیر پر نماز جنازہ مکمل ہوجاتی ہے) جس طرح اللہ کی کتاب کا آغاز توحید سے اور اختتام بھی توحید پر ہوتا ہے اسی طرح ایک حقیقی بندہ ءخدا کی زندگی کا آغاز اور اختتام بھی توحید پر ہوتا ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

(کہو اللہ ایک ہے)

پہلی آیت کا آغاز قُــلْ سے ہو رہا ہے۔اس کے معنی ہیں ''کہو''۔گویا با آوازِ بلند توحید کا اعلان کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) !ان لوگوں سے کہہ دو کہ اللہ احد ہے۔قل یعنی کہو،اس بات کی بھی دلیل ہے کہ کہنے والا یہ بات اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے اور اس کے حکم سے کہہ رہا ہے۔

ھُوَ: اسم ضمیر ہے جو واحد غائب(Third Person Singular) کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں'' وہ ''۔ غیب اس چیز کو کہتے ہیں جو حواس،خاص کر نظر کی گرفت میں نہ آسکتی ہو مگر عقل کے ذریعے اسے سمجھا جا سکتا ہو۔

(لسان العرب،فقہ اللغہ وغیرہ)

ھُــــوَ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اسے اسم اعظم باطن کہا گیا ہے،جبکہ ''اللہ''اسم اعظم ظاہر ہے۔

ھُوَ کے اسم اعظم ہونے کے بارے میں احادیث بھی موجود ہیں:

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جنگ بدر سے ایک رات قبل میں نے خواب میں حضرت خضر کو دیکھا اور ان سے کہا کہ مجھے کسی ایسی چیز کی تعلیم دیں جس کی بدولت میں دشمن پر کامیاب ہو جاؤں۔انہوں نے کہا: کہو:

''یَـا ھُوْ یَا مَنْ لَّاھُوْ اِلَّا ھُوْ اِغْفِرْ لِیْ وَانْصُرْنِیْ عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ''.

اے وہ جو ھُــوَ ہے،اے وہ جس کے سوا کوئی ھُــوَ نہیں ہے، مجھے بخش دے اور

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کافروں کے خلاف میری مدد فرما"۔

جب صبح ہوئی تو میں نے یہ خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا: اے علی (علیہ السلام) تم نے تو اسم اعظم سیکھ لیا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن یہ دعا مسلسل میری زبان پر تھی۔ (المیزان 391:20)

اسی طرح دعائے مشلول میں بھی آیا ہے کہ

"یَا هُوَ یَا مَنْ لَّا یَعْلَمُ مَاهُوَ وَلَا کَیْفَ هُوَ وَ لَا اَیْنَ هُوَ اِلَّا هُوَ". (صحیفہ علویہ)

"اے وہ جس کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے، کیسا ہے اور کہاں ہے"۔

غیب مطلق

جس طرح رحمٰن اور رحیم اللہ تعالیٰ کی رحمت کو، قادر اور قدیر اس کی قدرت کو اور عالم اور علیم اس کے علم کو ظاہر کرتے ہیں اسی طرح ھُـــوَ اس کے غائب ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت رحمتِ مطلقہ ہے، اس کی قدرت قدرتِ مطلقہ ہے اور اس کا علم علم مطلق ہے اسی طرح اس کا غائب ہونا بھی غیبِ مطلق ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے مطلق اور نسبی کے معنی پر روشنی ڈالنا ضروری ہے۔

مطلق اور نسبی

مطلق اسے کہتے ہیں جو کسی لحاظ سے محدود یا مشروط نہ ہو۔ انگریزی میں اس کے لئے Absolute کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ نسبی اس چیز کو کہتے ہیں جو محدود یا مشروط ہو، کہیں پائی جاتی ہو اور کہیں نہ پائی جاتی ہو، کسی خاص حالت میں پائی جاتی ہو اور دوسرے حالات میں نہ پائی جاتی ہو۔ انگریزی میں اس کے لئے Relative کا لفظ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

استعمال کیا جاتا ہے۔مثلاً ایک ماں کے دل میں اپنے بچے کے بارے میں رحمت ہوتی ہے لیکن ہر بچے کے بارے میں رحمت نہیں ہوتی۔جب کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔ماں اپنے بچے کی نسبت رحیم ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت کسی خاص مخلوق کے لئے نہیں بلکہ تمام موجودات کے لئے ہے۔یعنی ماں کی رحمت نسبی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت مطلق ہے۔

ہم معاشرے میں دیکھتے ہیں کہ مختلف لوگ مختلف چیزوں کے عالم ہوتے ہیں۔مثلاً ایک ڈاکٹر میڈیکل کا عالم ہوتا ہے لیکن انجینیر نگ کا عالم نہیں ہوتا۔ایک انجینیر انجینیر نگ کا عالم ہوتا ہے لیکن میڈیکل کا عالم نہیں ہوتا۔یعنی اگر ایک شخص کسی ایک شعبے میں عالم ہوتا ہے تو ہزاروں شعبوں کے بارے میں جاہل ہوتا ہے۔اسے ہم اس طرح کہیں گے کہ جس شعبہ زندگی کے بارے میں آپ صاحبِ علم ہیں اس کی نسبت آپ عالم ہیں اور جن شعبہ ہائے زندگی کا علم نہیں رکھتے ان کی نسبت جاہل۔ایک شخص جو کسی ایک چیز میں عالم ہوتا ہے وہ اس مخصوص شعبے میں بھی مکمل مہارت نہیں رکھتا۔ایک شخص نے بی اے تک تعلیم حاصل کی ہے اور ایک نے ایم اے تک۔بی اے والا، ایف اے اور نیچے والوں کی نسبت زیادہ عالم ہوگا لیکن ایم اے والے کی نسبت جاہل یا کم علم کہلائے گا۔اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کے بارے میں ہر لحاظ سے مکمل اور لامحدود ہے۔اس کو علم مطلق کہتے ہیں۔

یہی حال قدرت کا ہے۔مختلف افراد مختلف کام کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ ایک سرجن سرجری کرنے کی قدرت رکھتا ہے لیکن دیوار بنانے پر قادر نہیں ہے۔یعنی وہ سرجری کی نسبت قادر ہے لیکن دیوار بنانے کی نسبت قادر نہیں ہے۔اسی طرح ایک ماہر امراض قلب، دل کی سرجری تو کرلے گا لیکن دماغ کی سرجری کوئی ماہر امراض دماغ (نیورو سرجن) ہی کرسکتا ہے۔یعنی ایک سرجن ایک لحاظ سے سرجری پر قادر ہے لیکن کسی دوسرے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

معاملے میں سرجری پر قادر نہیں ہے۔ ہر ایک کی قدرت ایک خاص شعبے تک محدود ہے، اس کی نسبت وہ قادر ہے اور اس کے علاوہ دوسرے شعبوں میں عاجز و ناتوان ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہر چیز پر ہے۔ اس لئے کہیں گے کہ اس کی قدرت، قدرتِ مطلقہ ہے اور وہ خود قادرِ مطلق ہے۔

غیب کا معاملہ بھی اسی طرح سے ہے۔ بہت سی چیزیں کسی خاص حالت میں غیب میں ہوتی ہیں لیکن دوسرے حالات میں ظاہر ہوتی ہیں۔ مثلاً آپ فضا میں اڑتے ہوئے ایک طیارے کو دیکھتے ہیں۔ ایک خاص حد تک وہ طیارہ آپ کو نظر آتا ہے اور اس کے انجن کی آواز بھی آپ کو سنائی دیتی ہے لیکن تھوڑی دیر کے بعد طیارہ بھی آپ کی نظروں کے سامنے سے غائب ہو جاتا ہے اور اس کی آواز بھی۔ کوئی چیز دور ہونے کی وجہ سے آپ کو نظر نہیں آ رہی، لیکن اگر آپ دوربین لگا کر دیکھیں تو وہی آپ کو نظر آنے لگتی ہے۔ ایک چیز بہت چھوٹی ہونے کی وجہ سے آپ کو نظر نہیں آتی لیکن خوردبین کی مدد سے وہی آپ کو دکھائی دینے لگتی ہے۔ ایک چیز اندھیرے میں آپ کو دکھائی نہیں دیتی لیکن روشنی میں وہی چیز دکھائی دینے لگتی ہے۔ گویا یہ سب چیزیں خاص حالات میں غیب میں ہوتی ہیں، جب وہ مخصوص حالات نہ رہیں تو وہ چیز غیب سے نکل کر شہود میں آ جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا غیب ہونا مطلق ہے، اس کی ذات کسی بھی لحاظ سے ہمارے حواس کی گرفت میں نہیں آ سکتی۔ حواس کی گرفت میں صرف محدود چیزیں ہی آ سکتی ہیں۔ حواس کی گرفت میں آنے والی ہر چیز محدود ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی سب صفات، مطلق اور لامحدود ہیں لہٰذا وہ غیب مطلق ہے، کسی بھی حال میں اور کسی بھی آلے کی مدد سے اسے غیب سے شہود میں نہیں لایا جا سکتا۔

اس سورت کی روشنی میں غیب مطلق ہونا اللہ کی ایک بنیادی صفت ہے۔ بنابریں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہر وہ چیز جو نظر آئے یا حواس خمسہ میں سے کسی ایک کی گرفت میں آ سکے وہ اللہ نہیں ہو سکتی۔ اس طرح، حضرت مسیح علیہ السلام کے خدا ہونے کا نظریہ باطل ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ غیب نہیں تھے۔ اسی طرح نصیری جو حضرت علی علیہ السلام کو خدا مانتے ہیں ان کا عقیدہ بھی باطل ہو جاتا ہے کیوں کہ حضرت علی علیہ السلام بھی غیب نہ تھے۔

البتہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیب مطلق ہونے کے باوجود اس کے خاص بندے اسے حقائق ایمان کی آنکھ سے دیکھ سکتے ہے۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل حدیث قابل توجہ ہے:

"عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ جَاءَ حِبْرٌ اِلیٰ اَمِیْرِ الْمُوْمِنِیْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُوْمِنِیْنَ هَلْ رَاَیْتَ رَبَّکَ حِیْنَ عَبَدْتَهُ ؟ قَالَ فَقَالَ وَیْلَکَ،مَا کُنْتُ اَعْبُدُ رَبًّا لَمْ اَرَهُ. قَالَ وَ کَیْفَ رَاَیْتَهُ ؟ قَالَ وَیْلَکَ، لَا تُدْرِکُهُ الْعُیُوْنُ فِیْ مُشَاهَدَةِ الْاَبْصَارِ وَلٰکِنْ رَاَتْهُ الْقُلُوْبُ بِحَقَائِقِ الْاِیْمَانِ".

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک یہودی عالم امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا امیر المومنین کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے جب آپ اس کی عبادت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے، میں اس رب کی عبادت نہیں کرتا جسے میں نے نہیں دیکھا۔ اس نے کہا: آپ نے اسے کیسے دیکھا؟ آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے، آنکھوں کی بصارت اسے نہیں دیکھ سکتی لیکن دل نے حقائقِ ایمان کی روشنی میں اسے دیکھا ہے۔ (اصول کافی جلد 1، باب ابطال رویت)

اَللّٰهُ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

لفظ اللہ کے معنی کے بارے میں یہ بات اہل لغت اور اہل تفسیر میں متفقہ ہے کہ اصل میں یہ اَلاِلٰہ تھا جس کے معنی ہیں معبود۔ اور ال کے بعد الــہ کا ہمزہ ساقط ہو جانے کی وجہ سے الالــہ سے اللہ ہو گیا۔ مختصراً اس سے مراد وہ ذات ہے جس میں وہ تمام صفات کمال بطور کامل پائی جائیں جو اسمائے حسنٰی کی صورت میں بیان کی گئی ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی اس میں سرے سے نہ پائی جائے یا پائی تو جائے لیکن کامل طور پر نہ پائی جائے تو وہ اللہ نہیں ہوگا۔

احد

اللہ جو غیب مطلق ہے، احد ہے۔ احد کا ترجمہ عام طور پر اردو میں ''ایک'' کیا جاتا ہے۔ واحد کا ترجمہ بھی ''ایک'' کیا جاتا ہے۔ اس طرح بظاہر گمان ہوتا ہے کہ احد اور واحد کے ایک ہی معنی ہیں۔ لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے۔ احد اور واحد کے فرق کو واضح کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم ''ایک'' ہونے کے معنی کو اچھی طرح سے جانیں۔ ایک ہونے کے کئی معنی ہیں۔ بالفاظ دیگر وحدت کے کئی معنی ہیں جن کی مختصر تشریح یہ ہے:

1۔ وحدت عددی

بعض اوقات ''ایک'' کا لفظ استعمال کر کے کسی چیز کی تعداد بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میرے پاس ایک گھر ہے، میرے پاس ایک کار ہے، میرے پاس ایک باغ ہے۔ اس کا مطلب ہوتا کہ اس کے پاس موجود گھر ایک عدد ہے، کار ایک عدد ہے باغ ایک عدد۔ جب ''ایک'' کسی چیز کی تعداد کو ظاہر کرے تو اس ایک ہونے کو وحدت عددی کہیں گے۔ ایک اور مثال پر غور کر لیں: آپ کے سامنے میز پر ایک عدد گلاس رکھا ہوا ہے۔ اس جیسا ایک اور گلاس لا کر رکھ دیا جائے تو گلاس کی وحدت ختم ہو جائے گی۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

یعنی وہ واحد سے نکل کر جمع میں داخل ہو جائے گا۔

2۔وحدت نوعی

بعض اوقات کسی چیز کے لئے ''ایک'' ہونے کا لفظ استعمال کرنے کا مطلب اس کی تعداد بیان کرنا نہیں ہوتا۔مثلاً ہم کہتے ہیں زید،عمر،بکر،خالد،زاہد سب ایک ہیں،سب انسان ہیں۔اب دیکھا جائے تو زید،عمر،بکر،خالد، زاہد گنتی کے لحاظ سے ایک نہیں پانچ ہیں۔لیکن اس لحاظ سے ایک ہیں کہ سب کی حقیقت ایک ہے،سب انسان ہیں۔سب کا تعلق ایک نوع سے ہے۔ جب لفظ ''ایک'' کچھ چیزوں کی نوع کو بیان کر رہا ہو تو ایسی وحدت کو وحدت نوعی کہا جاتا ہے۔

3۔وحدت مادی

بعض اوقات کچھ چیزیں ایک ہی مادے سے بنی ہوتی ہیں۔مثلاً ایک میز، کرسیاں، کھڑکی ، دروازہ وغیر لکڑی کے بنے ہوئے ہوں تو ان سب کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ ایک ہیں۔یعنی جس مادے سے بنی ہیں وہ ایک ہے اگر چہ یہ اشیاء تعداد میں بھی ایک سے زیادہ ہوں اور ان کی حقیقت بھی مختلف ہو۔مندرجہ بالا مثال میں کرسی، میز ،کھڑکی اور دروازہ مختلف چیزیں ہیں لیکن چونکہ ایک ہی مادے سے بنی ہوئی ہیں ان کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ سب ایک ہیں۔ایسی صورت میں ان کی وحدت کو وحدت مادی کہیں گے۔

4۔وحدت صوری

بعض اوقات ایک سے زیادہ چیزوں کو اس لئے بھی ''ایک'' کہا جاتا ہے کہ ان کی شکل وصورت ایک ہوتی ہے۔مثال کے طور پر ایک شیشے کا گلاس،ایک چینی کا گلاس،ایک دھات کا گلاس آپ کے سامنے پڑے ہیں۔تعداد کے لحاظ سے تو یہ تین گلاس ہیں لیکن ان

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کی صورت چونکہ ایک ہے لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ ایک ہیں۔ایسی وحدت کو وحدت صوری کہتے ہیں۔

وحدت حقیقی یا اللہ تعالیٰ کی وحدت

جب اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ایک ہے تو مندرجہ بالا وحدتوں میں سے کوئی وحدت بھی مراد نہیں ہوتی ۔اس کی وحدت ، وحدت عددی، وحدت نوعی، وحدت مادی یا وحدت صوری نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ایک ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ ایسا ''ایک'' ہے کہ اس جیسا دوسرا ہو ہی نہیں سکتا۔

فرض کریں کسی سنار نے کسی ملک کی ملکہ کے آرڈر پر ایک ہار بنایا جو دنیا بھر میں منفرد ہے،اس جیسا دوسرا کوئی نہیں۔لیکن کسی بھی وقت وہ اس جیسا ایک اور ہار بنالے تو پہلے ہار کی وحدت ختم ہوجائے گی۔ پھر اس جیسا تیسرا اور چوتھا اور مزید بھی کئی ہار بن سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی وحدت حقیقی وحدت ہے۔اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہر لحاظ سے ایک ہے۔اس جیسا دوسرا کسی صورت میں ممکن ہو ہی نہیں سکتا۔اللہ تعالیٰ کی وحدت کا راز یہ ہے کہ وہ کمالِ مطلق کا مالک ہے۔ عام طور پر جب کہا جاتا ہے کہ ایک سے زیادہ خدا کیوں نہیں ہوسکتے تو اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ اگر ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو ان میں اختلاف ہوجاتا ، ایک کہتا میں سورج مشرق سے نکالوں گا، دوسرا کہتا کہ میں مغرب سے نکالوں گا اس طرح کائنات کا نظام تباہ ہوجاتا۔لیکن یہ دلیل انتہائی کمزور اور رکیک دلیل ہے۔ بچوں کو بہلانے کی حد تک تو شاید اس سے کام چلایا جاسکتا ہو لیکن حقیقت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اختلاف اور جھگڑا بنیادی طور پر جہالت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ خدا کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر نقص سے پاک ہو تو لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ خدا جہالت سے پاک ہے۔اب اگر دو خدا ہوں اور دونوں جہالت سے پاک ہوں اور دونوں

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

شریف ہوں تو ان میں کوئی اختلاف نہیں ہوگا اور نظام کائنات پر کوئی منفی اثر نہیں پڑے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ اگر دو خدا ہوں تو لازمی سی بات ہے کہ ان میں کچھ صفات اور خصوصیات مشترک ہوں گی اور کچھ صفات امتیازی ہوں گی، جو ایک میں ہوں گی اور دوسرے میں نہیں ہوں گی۔اس کے بغیر دو کا تصور ممکن ہی نہیں ہوتا۔ جہاں بھی ایک جیسی دو چیزیں ہوتی ہیں ان میں کچھ صفات مشترک ہوتی ہیں اور کچھ صفات مخصوص ہوتی ہیں جن کی وجہ سے ان کے درمیان امتیاز ہوتا ہے۔

یہ چیز بھی ضرور مدنظر رہے کہ خصوصیت اور صفت یا کمال ہوتی ہے یا نقص۔ عالم ہونا ایک صفت ہے اور جاہل ہونا بھی ایک صفت ہے۔

اب اگر دو خدا ہوں تو ان میں بھی مشترک اور مخصوص صفات ضرور ہوں گی۔ان مخصوص صفات کے بارے میں دیکھنا ہے کہ یہ صفاتِ کمال ہیں یا صفاتِ نقص۔اب اگر ایک صفت ایک خدا کی مخصوص صفت ہو، اس میں پائی جاتی ہو اور دوسرے خدا میں نہ پائی جاتی ہو، تو لامحالہ یا یہ صفت صفتِ کمال ہوگی یا صفتِ نقص۔اگر یہ صفت نقص ہو تو جس میں پائی جاتی ہے وہ خدا نہیں ہوسکتا۔اس لئے کہ خدا کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر نقص سے پاک اور ہر کمال کا مالک ہو۔اور اگر یہ صفتِ کمال ہو تو دوسرا، جس میں یہ صفت نہیں پائی جاتی وہ خدا نہیں ہوگا۔اس لئے کہ خدا کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر کمال کا مالک ہو۔ جو کسی بھی کمال سے محروم ہو وہ خدا نہیں ہوسکتا۔ چونکہ اللہ کمال مطلق ہے، ہر کمال اس میں موجود ہے اور وہ ہر نقص سے پاک ہے۔ایسی ایک ہی ذات ہوسکتی ہے،اس جیسے دوسرے کا تصور بھی ممکن نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

"كُلُّ مُسَمَىً بِالْوَحْدَةِ غَيْرُهُ قَلِيلٌ".

"اس کے سوا جس کو بھی واحد کا نام دیا جائے وہ قلیل ہے"۔

(نہج البلاغۃ خطبہ 65)

اگر غور کریں تو جہاں بھی ایک دو تین کی بات ہوتی ہے ایک کم ہوتا ہے، دو اس سے زیادہ اور تین اس سے بھی زیادہ... لیکن جب اللہ کے بارے میں دو کہا جائے تو ذہن میں فوراً یہ بات آتی ہے کہ وہ چھوٹا ہو گیا ہے۔ اس کی بڑائی اور عظمت اس کی یکتائی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہ مرکب نہیں ہے۔ دنیا میں نظر آنے والی ہر چیز، کئی اجزاء سے مل کر بنتی ہے۔ ایک ایٹم کو ہی لے لیجئے، یہ کئی الیکٹرونز، پروٹونز، نیوٹرونز وغیرہ سے مل کر بنتا ہے۔ ہمیں جو بھی چیز بظاہر ایک نظر آتی ہے وہ بہت سے چھوٹے بڑے اجزاء سے مل کر بنتی ہے۔ انسان کو ہی دیکھ لیجئے، کہنے کو ایک شخص ایک ہی ہے لیکن بہت سے اعضاء اور اور اربوں خلیوں سے مل کر بنا ہے۔ لہٰذا اللہ کے سوا کوئی احد نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کی حقیقت کو امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے بہت خوبصورتی کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ ابو مقدام ابن شریح ہانی کا کہنا ہے کہ جنگ جمل میں ایک شخص نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے کہا:

"اَ تَقُوْلُ اَنَّ اللّٰہَ وَاحِدٌ؟ فَحَمَلَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَقَالُوْا :يَا اَعْرَابِيُّ اَمَا تَرَىٰ مَافِيْهِ اَمِيْرُ الْمُوْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ مِنْ تَقَسُّمِ الْقَلْبِ؟ فَقَالَ اَمِيْرُ الْمُوْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : دَعُوْهُ، فَاِنَّ الَّذِیْ يُرِيْدُهُ الْاَعْرَابِيُّ هُوَ الَّذِیْ نُرِيْدُهُ مِنَ الْقَوْمِ. ثُمَّ قَالَ : يَا اَعْرَابِيُّ اِنَّ الْقَوْلَ فِیْ اَنَّ اللّٰہَ وَاحِدٌ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَقْسَامٍ: فَوَجْهَانِ مِنْهَا لَا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

یَجُوْزَانِ عَلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَ وَجْھَانِ یَثْبُتَانِ فِیْہِ. فَاَمَّا الَّذَانِ لَا یَجُوْزَانِ فِیْہِ فَقَوْلُ الْقَائِلِ "وَاحِدٌ"، یَقْصُدُ بِہٖ بَابَ الْاَعْدَادِ. فَھٰذَا مَا لَا یَجُوْزُ لِاَنَّ مَا لَا ثَانِیَ لَہٗ لَا یَدْ خُلُ فِیْ بَابِ الْاَعْدَادِ، اَلَا تَرٰی اَنَّہٗ کَفَرَ مَنْ قَالَ ثَالِثُ ثَلَاثَۃٍ. وَ قَوْلُ الْقَائِلِ ھُوَ وَاحِدٌ مِنَ النَّاسِ یُرِیْدُ النَّوْعَ مِنَ الْجِنْسِ. فَھٰذَا مَا لَا یَجُوْزُ لِاَنَّہٗ تَشْبِیْہٌ وَ جَلَّ رَبُّنَا عَنْ ذَالِکَ وَ تَعَالٰی".

وَاَمَّاالْوَجْھَانِ الَّذَانِ یَثْبُتُ فِیْہِ فَقَوْلُ الْقَائِلِ ھُوَ وَاحِدٌ لَیْسَ لَہٗ فِیْ الْاَشْیَاءِ شَبَہٌ، کَذٰلِکَ رَبُّنَا. وَقَوْلُ الْقَائِلِ: "اَنَّہٗ عَزَّ وَ جَلَّ اَحَدِیُّ الْمَعْنِیُّ" یَعْنِیْ اَنَّہٗ لَا یَنْقَسِمُ فِیْ وُجُوْدٍ وَلَا عَقْلٍ وَلَا وَھْمٍ. کَذَالِکَ رَ بُّنَا عَزَّ وَ جَلَّ".

"کیا آپ کہتے ہیں کہ اللہ ایک ہے؟ اس پر لوگوں نے اس شخص پر حملہ کر دیا اور کہا کیا تم دیکھتے نہیں امیر المومنین علیہ السلام کا ذہن اس وقت بٹا ہوا ہے۔ اس پر امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، جو بات یہ چاہ رہا ہے وہی تو ہم ان لوگوں (یعنی اپنے مخالفین) سے چاہتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: " اے اعرابی! اللہ ایک ہے کے چار معنی ہیں جن میں سے دو اللہ تعالیٰ کے بارے میں درست نہیں ہیں اور دو درست ہیں۔ جو دو معنی اس کے بارے میں درست نہیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی یہ کہے کہ اللہ ایک ہے اور اس سے عددی معنی مراد لے اس لئے کہ جس کا کوئی ثانی نہ ہو وہ اعداد میں داخل نہیں ہوسکتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ شخص کافر ہے جو یہ کہے کہ اللہ تین میں سے ایک ہے؟

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اور دوسرے یہ کہ کوئی شخص یہ کہے کہ اللہ ایک ہے اور اس سے کسی جنس کی نوع مراد لے۔ یہ بھی جائز نہیں اس لئے کہ یہ تشبیہ ہے اور ہمارا رب اس سے بلند و برتر ہے۔

اور جو دو معنی درست اور جائز ہیں وہ یہ کہ کوئی شخص یہ کہے کہ وہ ایک ہے اور اس سے یہ مراد لے کہ وہ ایسا ہے کہ اشیاء میں سے کوئی شئے اس کی شبیہ نہیں۔ اور دوسرے یہ کہ کوئی شخص یہ کہے کہ وہ ایک ہے اور اس سے یہ مراد یہ لے کہ وہ احدی المعنی ہے، یعنی وہ تقسیم نہیں ہوتا، نہ وجود میں، نہ عقل میں اور نہ وہم میں۔ (معانی الاخبار صفحہ 6)

❁❁❁

اَللّٰہُ الصَّمَدُ

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

(اللہ صمد ہے)

احد کے بعد اللہ کی دوسری صفت یہ بیان کی جارہی ہے کہ وہ صمد ہے۔اللہ الصمد کے معنی عام طور پر یہ بیان کئے جاتے ہیں کہ اللہ بے نیاز ہے۔ یہ معنی اگر چہ درست ہیں لیکن لفظ صمد کی اصل معنویت کو واضح نہیں کرتے۔صمد کے کیا معنی ہیں؟

اس سوال کا صحیح جواب سمجھنے کے لیے ایک تمہید ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ دنیا میں جتنی بھی چیزیں ہیں ان میں سے کچھ چیزیں نرم ہوتی ہیں، کچھ سخت، کچھ بہت نرم ہوتی ہیں اور کچھ بہت سخت۔ٹھوس ، مائع اور گیس نرم،سخت اور سخت تر کے مختلف درجات ہیں۔ٹھوس چیزیں بھی نرم اور سخت ہوتی ہیں۔اس بات کی وضاحت کے لئے ایک سادہ اور عام فہم مثال پر غور کرتے ہیں۔

آپ نے فوم تو ضرور دیکھا ہوگا۔فوم بہت ہی نرم ہوتا ہے۔آپ فوم کا ایک ٹکرا اپنے ہاتھ میں لے کر دبائیں تو وہ مکمل طور پر دب جاتا ہے۔آپ اس کو پانی کے اندر رکھ دیں تو وہ فوراً بہت سا پانی جذب کر لیتا ہے۔آپ فوم کے اسی ٹکڑے کے برابر لکڑی کا ایک ٹکڑا لے لیں۔اسے اپنے ہاتھ سے دبائیں تو وہ نہیں دبتا۔اسے پانی میں رکھیں تو وہ پانی بھی اس طرح جذب نہیں کرتا جس طرح فوم کا ٹکڑا جذب کرتا ہے۔وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ فوم بہت لچکیلے ریشوں سے بنتا ہے اور اس میں بہت سے چھوٹے چھوٹے سوراخ ہوتے ہیں۔جب فوم کو دبایا جاتا ہے تو فوم کے ریشے ان سوراخوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور فوم دب جاتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ تمام مادی چیزوں کے اجزاء یعنی ایٹموں اور مالیکولز کے اندر اور ان کے درمیان خلا ہوتا ہے۔فوم کے اجزاء کا خلا بہت زیادہ ہوتا ہے اور اس کے ریشے لچکدار ہوتے ہیں اس لئے وہ آسانی سے محسوس ہو جاتا ہے۔لکڑی، لوہے، پتھر اور دیگر تمام مادی اشیاء کے ذرات (ایٹم اور مالیکولز) کے درمیان بھی فاصلہ اور خلا ہوتا ہے۔اگر

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

کسی مناسب طاقتور مشین سے ان پر مناسب دباؤ ڈالا جائے تو ایک لوہے کو بھی اندر کی طرف پچکایا جاسکتا ہے۔ جب لکڑی کے کسی ٹکڑے پر فولادی میخ رکھ کر ہتھوڑے سے ضرب ماری جائے تو میخ لکڑی کے اندر دھنس جاتی ہے۔ یہ کیا ہوتا ہے؟ درحقیقت ہوتا یہ ہے کہ لوہے کی میخ کی سختی لکڑی کی سختی کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ جب لوہے کی میخ پر لوہے کی ہتھوڑی سے ضرب لگائی جاتی ہے تو لکڑی کے ٹکڑے کے ذرات اس کے مقابلے میں مزاحمت نہیں کرسکتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لکڑی کے ٹکڑے کے ذرات اس خلا میں داخل ہوجاتے ہیں جو ان کے درمیان پایا جاتا ہے اوراس طرح میخ کو لکڑی کے اندداخل ہونے کا راستہ مل جاتا ہے۔ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ اگر ہماری زمین کو کسی مناسب طاقت اور سائز کی پریسنگ مشین میں رکھ کر دبایا جائے تو وہ ایک سنگترے کے حجم کے برابر ہوسکتی ہے۔ ممکن ہے اس بات میں کچھ مبالغہ بھی ہو لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ پر اٹل ہے کہ زمین سمیت ہر مادی چیز کو دباؤ ڈال کر پچکایا جاسکتا ہے اس لئے کہ اس کے اجزاء اور ذرات کے درمیان خلا پایا جاتا ہے۔ کوئی بھی مادی چیز اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

مادی اشیاء کے اجزاء کے درمیان پائے جانے والے خلا کا تصور واضح ہونے کے بعد اب یہ واضح ہونا چاہیئے کہ جس ذات میں کسی قسم کا کوئی خلا، کوئی نقص اور کوئی کمی نہ پائی جاتی ہو اسے صمد کہتے ہیں۔ اللہ کے سوا ہر چیز، خواہ مادی ہو یا روحانی، اس میں ہزار ہا قسم کی کمی اور کوتاہی پائی جاتی ہے۔ اس میں انواع واقسام کے خلا پانے جاتے ہیں۔ وہ اپنے وجود میں آنے کے لئے اللہ کی محتاج ہوتی ہیں۔ اللہ نے ان کو خلق فرمایا تو وہ وجود میں آئیں۔ دوسری چیزوں کی بجائے ہم انسان کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں اس لئے کہ دوسری چیزوں کی بجائے اپنے بارے میں حقائق کو جاننا زیادہ آسان ہوتا ہے۔ پھر جب اشرف المخلوقات کی حقیقت واضح ہوگئی تو اس سے کم تر موجودات کی حقیقت بہت اچھی

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

طرح واضح ہوجائے گی۔

انسان اپنے وجود پر غور کرے تو وہ سراپا احتیاج، نیازمندی اور خلا کے سوا کچھ نہیں ہے۔اس بات کا ذکر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے:

''یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ''. (فاطر:35)

''اے بنی نوع انسان تم سب اللہ کی بارگاہ کے فقیر ہو اور اللہ غنی اور حمید ہے''۔

انسان کھانے، پینے، لباس، آرام، رہائش گاہ اور بہت سی چیزوں کا محتاج ہے۔انسان کی زندگی کا انحصار سانس پر ہے۔ ہر لمحہ وہ اپنے اندر سانس لیتا ہے تو زندہ رہتا ہے۔اس کی طاقت اور قوت کا انحصار اس کی غذا پر ہے۔ وہ کھانا کھاتا ہے تو اس کا پیٹ بھر جاتا ہے۔ چند گھنٹے کام کاج کرنے کے بعد یا کسی کام کاج کے بغیر، وہ خوراک اس کے بدن کا جزو بن جاتی ہے اور معدہ پھر خالی ہوجاتا ہے۔اس خلا کو پر کرنے کے لئے وہ پھر کھانا کھانے پر مجبور ہوتا ہے۔کھانا نہ ملے تو کمزور اور لاغر ہوجاتا ہے، اس کی طاقت کم ہوجاتی ہے، اس کمزوری کو برطرف کرنے کے لئے اسے پھر کھانا کھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔اسی طرح اس کے اندر پانی کی کمی بھی ہوتی رہتی ہے جس کو پورا کرنے کے لئے ہر چند گھنٹے بعد اسے پانی پینا پڑتا ہے۔ پانی نہ ملے تو اس کی صحت ہی نہیں اس کی زندگی بھی خطرے سے دوچار ہوجاتی ہے۔اسی طرح بارہ چودہ گھنٹے مسلسل جاگتے رہنے سے بھی اس کی طاقت میں کمی واقع ہوجاتی ہے جو کھانا کھانے اور پانی پینے سے نہیں بلکہ چھ سے سات گھنٹے تک سونے سے پوری ہوتی ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ ان تمام احتیاجات سے مبرا ہے۔اسے کھانے، پینے، سونے اور کسی چیز کی کوئی احتیاج نہیں ہے۔

'یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ''.

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

''وہ کھلاتا ہے مگر خود کھانے کا محتاج نہیں ہے''۔(انعام:14)

''لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ''.

''اسے اونگھ اور نیند نہیں آتی''۔(بقرہ:255)

اسے نیند کیونکر آسکتی ہے جبکہ نیند درحقیقت موت کی ایک قسم ہے۔حدیث میں ہے اَلنَّوْمُ اَخُو الْمَوْتِ (نیند موت کی بہن ہے)اور وہ حی و قیوم ہےاور موت سے بالاتر ہے، بلکہ موت وحیات کا خالق ہے۔

انسان نہ صرف کھانے پینے ،لباس مکان اور آرام وسکون کا محتاج ہے بلکہ وہ اور بھی بہت سی چیزوں کا محتاج ہے۔انسان کچھ بھی کرنے یا پانے کے لئے علم کا محتاج ہے۔انسان جتنا بھی علم حاصل کرلے علم کی کمی اور کوتاہی کو کبھی پورا نہیں کرسکتا۔کسی ایک شعبہ زندگی میں بہت زیادہ علم حاصل کرلینے کے باوجود وہ بہت سے شعبوں میں جاہل رہتا ہے اور دوسروں کے علم کا محتاج رہتا ہے۔ایک ڈاکٹر کی کار خراب ہوجائے تو اسے معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اسے کیسے ٹھیک کرسکتا ہے۔اس کی یہی جہالت ہے جو اسے موٹر مکینیک کے علم اور تجربے کا محتاج بنادیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام کمالات کا مالک ہونے کی حیثیت سے تمام نقائص سے پاک ہے۔اگر اس کا احد ہونا اس حقیقت کو بیان کرتا ہے کہ وہ تمام کمالات کا مالک ہے تو صمد ہونا اس بات کو بیان کرتا ہے کہ وہ ہر نقص، ہر کمی اور ہر قسم کی کوتاہی اور نارسائی سے پاک ہے۔اگر تمام کمالات کا مالک ہونے کی وجہ سے وہ حمد کا مستحق ہے تو تمام نقائص، ہر قسم کی کمی اور کوتاہی سے منزہ ہونے کے وجہ سے وہ تسبیح کا مستحق ہے۔اس کی احدیت اور صمدیت ایک ہی سکے کے دورخ ہیں۔احدیت اس کے تمام کمالات کو بیان کرتی ہے تو صمدیت ہر نقص، عیب اور کمی سے اس کے پاک اور منزہ ہونے کو بیان کرتی ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

جوصمد ہونے کے معیار پر پورا نہ اترے وہ خدا نہیں ہوسکتا۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام کے بارے میں ایک بات بیان فرمائی:

"کَانَا یَاْ کُلَانِ الطَّعَامَ".

وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ (مائدہ:75)

بظاہر یہ بات بڑی سادہ سی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس سادہ سی بات کو بیان کر کے مسیحیوں کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ جو مٹی سے اگنے والی خوراک کا محتاج ہو وہ خدا نہیں ہوسکتا۔اسی طرح نصیری جو حضرت علی علیہ السلام کو خدا مانتے ہیں ان کو بھی سوچنا چاہئے کہ حضرت علی علیہ السلام بھی کھانا کھاتے تھے، پانی پیتے تھے،سوتے تھے۔یہ ساری باتیں احتیاج کی نشانیاں ہیں اور خدا وہ ہے جو ہر قسم کی احتیاج سے پاک ہے۔

صمد کی تشریح میں بہت سی احادیث بھی مروی ہیں جن میں سے چند یہاں نقل کی جاتی ہیں:

(1). **عَنِ الرَّبِیْعِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَاالْحَسَنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ حِیْنَ سُئِلَ عَنِ الصَّمَدِ، فَقَالَ: اَلصَّمَدُ الَّذِیْ لَا جَوْفَ لَهٗ".**

"ربیع بن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے سنا جب ان سے صمد کے بارے میں پوچھا گیا،تو آپ نے فرمایا:صمد وہ ہے جن کے اندر کوئی خلا (کمی اور کھوکھلا پن)نہیں ہے"۔

(2). **عَنْ دَاوُدِبْنِ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِیْ قَالَ :قُلْتُ لِاَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ : جُعِلْتُ فِدَاکَ، مَاالصَّمَدُ؟ فَقَالَ: اَلسَّیِدُ**

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اَلْمَصْمُوْدُ اِلَیْهِ فِیْ الْقَلِیْلِ وَالْکَثِیْرِ.

''داؤد بن قاسم جعفری سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں صمد کے کیا معنی ہیں؟ آپ نے فرمایا اس سے مراد وہ سید و سردار ذات ہے جس کی طرف قلیل اور کثیر میں رجوع کیا جائے''۔

(3)...'**اَلْحُسَیْنِ ابْنِ عَلِیٍّ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ: اَلصَّمَدُالَّذِیْ لَاجَوْفَ لَهٗ،وَالصَّمَدُ الَّذِیْ بِهٖ انْتَهٰی سَوْدَدُهٗ، وَالصَّمَدُ الَّذِیْ لَایَاْ کُلُ وَلَا یَشْرَبُ،وَالصَّمَدُالَّذِیْ لَایَنَامُ،وَالصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ وَلَا یَزَالُ**'.

حضرت امام حسین ابن علی علیہما السلام نے فرمایا: صمد وہ ہے جن کے اندر کوئی خلا (کمی اور کھوکھلا پن) نہیں ہے، اور صمد وہ ہے جس کا مقام اور مرتبہ اسی پر ختم ہو، صمد وہ ہے جو نہ کھائے اور نہ پیئے اور نہ سوئے، اور صمد وہ ہے جسے کبھی زوال نہیں۔

(4). **قَالَ الْبَاقِرُ عَلَیْهِ السَّلَامُ : اَلصَّمَدُ السَّیِّدُ الْمُطَاعُ الَّذِیْ لَیْسَ فَوْقَهٗ آمِرٌ وَلَا نَاهٍ.....اَلصَّمَدُ الْقَائِمُ بِنَفْسِهٖ الْغَنِیُّ عَنْ غَیْرِهٖ**''.

''حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: صمد وہ سید و سردار ہے جس کی اطاعت کی جائے، جس کے اوپر کوئی حاکم نہیں،.....صمد وہ ہے جو قائم بالذات ہے اور دوسروں سے بے نیاز ہے''۔

(صمد کے بارے میں یہ احادیث معانی الاخبار صفحہ 6 اور 7 سے نقل کی گئی ہیں)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

❁❁❁

لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ

(اس نے کسی کو جنم نہیں دیا اور نہ ہی وہ کسی سے جنا گیا)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اللہ نے کسی کو جنم دیا نہ کسی نے اسے جنم دیا۔اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کی دو صفات کا ذکر ہوا ہے کہ وہ احد اور صمد ہے۔ یہاں جو بات کہی جارہی ہے وہ ایک طرف سے احدیت سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری طرف سے صمدیت سے۔

اگر وہ کسی کو جنم دے تو یہ احدیت کے خلاف ہوگا۔اس لئے کہ اگر وہ کسی کو جنم دے تو جنم لینے والا اس کی اولاد اور اس جیسا ہوگا۔ظاہر سی بات ہے گائے کا بچہ گائے، اونٹ کا بچہ اونٹ اور انسان کا بچہ انسان ہوتا ہے۔ظاہر سی بات ہے کہ اگر خدا کسی کو جنم دے تو اس کا بچہ بھی خدا ہوگا۔اس طرح وہ احد نہیں رہے گا۔ایک بھی بچے کو جنم دے دے تو دو تو ہو ہی جائیں گے۔یہ احدیت کے خلاف ہے۔

اس کے برعکس اگر کسی نے اسے جنم دیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ اپنے وجود میں آنے کے لئے جنم دینے والے کا محتاج ہو گیا۔محتاج ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ صمد نہیں ہے۔پس چونکہ جنم دینا احدیت کی نفی ہے اور کسی سے جنم لینا صمدیت کی نفی ہے اور اللہ احد اور صمد ہے لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ اس نے کسی کو جنم نہیں دیا اور نہ کسی نے اسے جنم دیا۔

یہاں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہر وہ موجود جس نے جنم دیا یا جنم لیا وہ خدا نہیں ہوسکتا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی الوہیت اور حضرت علی علیہ السلام کو خدا ماننے والے نصیریوں کو دیکھنا چاہئے کہ جن کو وہ خدا مانتے ہیں وہ احدیت اور صمدیت کی طرح لم یلد ولم یولد والے معیار پر بھی پورے نہیں اترتے۔

یہاں اس نکتے کا ذکر بھی ضروری ہے کہ آج کل کچھ لوگ آئمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین کے ایام ولادت باسعادت کا ذکر کرتے ہوئے، یوم ولادت کی بجائے یوم ظہور کا لفظ استعمال کرنے لگے ہیں۔اس کی وجہ پوچھی جائے تو کہتے ہیں کہ ان کی ولادت نہیں ہوتی ان کا ظہور ہوتا ہے۔پھر اس کی عجیب وغریب جاہلانہ تشریحات شروع کر دیتے

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

ہیں۔سوال یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے درمیان کیا رشتہ ہے؟ سب اس کا یہی جواب دیں گے کہ حضرت علی علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام کے والد اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا ان کی والدہ ہیں۔اب سوال یہ ہے اگر ولادت نہیں ہوتی تو والد اور والدہ کے کیا معنی ہوئے؟ حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے درمیان کیا رشتہ ہے؟ آپ سب کہیں گے کہ وہ آپس میں بھائی تھے۔ظاہر سی بات ہے کہ بھائی وہی ہوتے ہیں جن کے والدین ایک ہوں۔ ولادت نہ ہوتو والدین کے کیا معنی اور آپس میں بھائی یا بہن بھائی ہونے کے کیا معنی ہوں گے ؟

اس نکتے کی یاددہانی کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ یوم ظہور کے نام سے جو ایک نیا فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اس کے بارے میں مومنین کو مطلع کیا جائے۔ عقیدت کی آڑ میں پہلے لفظ ولادت کو لفظ ظہور سے تبدیل کیا گیا اور اب ولادت کی نفی کی جارہی ہے۔جبکہ **لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَد** صرف اللہ ہے، اللہ کے سوا سب اللہ کے مخلوق ہیں اور اس کے محتاج ہیں۔

۞۞۞

وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُواً اَحَدٌ

(اور کوئی اس کے برابر نہیں ہے)

جب تمام کمالات کا مالک حقیقی ہونے کی حیثیت سے احد صرف اللہ ہے، تمام

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نقائص اور ہر قسم کی حاجتمندی سے پاک صرف اللہ ہے اور **لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ** صرف اللہ ہے تو پھر کون ایسا ہوگا جو اللہ کے برابر اور اس کا کفو ہو سکے؟ جس کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام جیسی ہستیاں سر سجدے میں رکھ کر **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَ بِحَمْدِہٖ** کہیں اس جیسا، اس کے برابر اور اس کا کفو کون ہو سکتا ہے؟

جو اللہ تمام کمالات کا مالک ہے، ہر نقص وعیب سے پاک ہے، زمین وآسمان کے سارے خزانوں کا مالک ہے، دنیا اور آخرت کا بلا شریک غیر مطلق العنان حاکم ہے، جس کی رحمت اور قدرت کی کوئی حد نہیں، اس کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرنا، اس کو چھوڑ کر کسی اور کے سامنے سر جھکانا کس قدر جہالت، نادانی اور انحراف وگمراہی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جو بھی ہے وہ اللہ کا مخلوق، مرزوق اور اس کا بندہ اور اس کا محتاج ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی سختی سے مذمت کی ہے جو اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو اللہ کے برابر مان کر انہیں وہی درجہ دیتے ہیں جو اللہ کا ہے۔

"وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَاداً یُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ".

" کچھ لوگ اللہ کے علاوہ دوسروں کو اس کا ہم مرتبہ بنا لیتے ہیں اور ان سے اس طرح محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے محبت کرنی چاہیے، حالانکہ جو اہل ایمان ہیں وہ سب سے بڑھ کر اللہ سے محبت کرتے ہیں۔" (بقرہ:165)

صحیفہ سجادیہ کی دعا نمبر 28 کا آغاز کرتے ہوئے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی نیازمندی کا ذکر ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَخْلَصْتُ بِا

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

نُقطَاعِیُ اِلَیُکَ وَ اَقُبَلُتُ بِکُلِّیُ عَلَیُکَ وَ صَرَفُتُ وَجُھِیُ عَمَّنُ یَحُتَاجُ اِلیٰ رِفُدِکَ وَ قَلَبُتُ مَسُئَلَتِیُ عَمَّنُ لَّمُ یَسُتَغُنِ عَنُ فَضُلِکَ وَ رَاَیُتُ اَنَّ طَلَبَ الُمُحُتَاجِ اِلیٰ الُمُحُتَاجِ سَفَهٌ مِنُ رَّاُیِهٖ وَ ضَلَّةٌ مِنُ عَقُلِهٖ. فَکَمُ قَدُ رَاَیُتُ یَا اِلٰهِیُ مَنُ اُنَاسٍ طَلَبُوُا الُعِزَّ بِغَیُرِکَ فَذَلُّوُا وَ رَامُوُا الثَّرُوَةَ مِنُ سِوَاکَ فَافُتَقَرُوُا وَحَاوَلُوُا الُاِرُتِفَاعَ فَاتَّضَعُوُا.

یا اللہ میں پورے اخلاص کے ساتھ ہر ایک سے منقطع ہو کر تیری طرف آ گیا ہوں اور اپنے پورے وجود کے ساتھ تیرے حضور حاضر ہو گیا ہوں اور میں نے اپنا منہ ہر اس شخص سے پھیر لیا ہے جو تیری عطا کا محتاج ہے اور اپنے سوال کو ہر اس شخص سے پھیر لیا ہے جو تیرے فضل سے بے نیاز نہیں ہے اور میں اس حقیقت کو دیکھ چکا ہوں کہ ایک محتاج کا دوسرے محتاج کے سامنے دست سوال دراز کرنا سوچ کی حماقت اور عقل کی گمراہی ہے۔ کیونکہ اے میرے معبود میں نے بہت سوں کو دیکھا ہے جنہوں نے تجھے چھوڑ کر کسی اور سے عزت پانے کی کوشش کی تو ذلیل و رسوا ہو گئے، تیرے سوا کسی اور سے مال و دولت کے طالب ہوئے تو فقیر ہو گئے اور بلندی پانے کی کوشش کی تو پست ہو گئے۔

سورۂ توحید اور تسبیحات حضرت زہراء سلام اللہ علیہا

تسبیحات حضرت فاطمۃ الزہراء سے شاید ہی کوئی مسلمان نا آشنا ہو۔ یہ تسبیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کو ایک تحفے کے طور

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

پر عطا فرمائی اور تاکید فرمائی کہ 34 مرتبہ اللہ اکبر، 33 مرتبہ الحمد للہ اور 33 مرتبہ سبحان اللہ پڑھنے کو اپنے معمولات کا حصہ بنالیں۔ ذکر الٰہی کی اسی ترتیب کو تسبیحات حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کہا جاتا ہے۔ عام طور پر ہر نماز کے بعد یہ تسبیح پڑھی جاتی ہے اور اس کے پڑھنے کی بہت تاکید آئی ہے اور اس کا بہت اجر وثواب بیان ہوا ہے۔

تسبیحاتِ جنابِ زہراء علیہا السلام اور سورۂ توحید میں گہرا معنوی ربط پایا جاتا ہے:

اَللّٰهُ اَ کْبَرُ

اللہ اکبر کے معنی ہیں اللہ بڑا ہے۔ اللہ احد کی تفسیر میں ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میں تمام کمالات بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔ کوئی کمال ایسا نہیں ہے اور کوئی خوبی ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ میں کامل طور پر موجود نہ ہو۔

اس بات کو ایک مثال کے ذریعے اس طرح واضح کیا جاسکتا ہے کہ فرض کریں دو عالم ہیں۔ ایک کا علم زیادہ ہے اور دوسرے کا علم کم ہے۔ جس کا علم زیادہ ہے اسے بڑا عالم اور جس کا علم کم ہے اسے چھوٹا عالم کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا علم ہر لحاظ سے کامل ہے، اس کے علم میں کسی قسم کی کمی اور نقص نہیں۔ اسی کو دوسرے الفاظ میں اس طرح کہیں گے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ علم میں اکبر ہے۔ یہی حال دوسری تمام صفات کا ہے۔ وہ رحمٰن اور رحیم ہے لہٰذا وہ رحمت میں اکبر ہے۔ وہ قادر ہے، اس کی قدرت ہر لحاظ سے کامل ہے، اس میں کوئی کمی اور نقص موجود نہیں، پس وہ قدرت میں اکبر ہے۔ وہ اہل ایمان کا ناصر اور مددگار ہے۔ اس کی نصرت اور مدد ہر لحاظ سے کامل ہے، یعنی وہ ناصر اور مددگار ہونے کے لحاظ سے اکبر ہے۔ مختصر یہ کہ چونکہ وہ تمام کمالات اور خوبیوں میں لامحدود ہے لہٰذا وہ ہر خوبی اور ہر کمال میں اکبر ہے۔

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

الحمدللہ کے معنی ہیں تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔تعریف اس کی کی جاتی ہیں جس میں کوئی خوبی اور کمال پایا جاتا ہو۔چونکہ تمام خوبیاں اور تمام کمالات بطور کامل اللہ تعالی میں موجود ہیں لہٰذا تمام تعریفیں بھی اسی کے لئے ہیں۔بالفاظ دیگر اللہ اکبر اور الحمدللہ کی بنیاد **قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ** ہے

یہاں ایک اور نکتے کا ذکر بھی اہم ہے کہ انسان، خواہ کوئی بھی ہو محدود ہے، اس کی عقل اور اس کے ادراک کی صلاحیتیں محدود ہیں لہٰذا وہ اپنی محدود عقل اور ادراک سے اللہ تعالیٰ کی لامحدود صفاتِ کمال کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ظاہر سی بات ہے جب وہ اللہ کے کمال کا احاطہ نہیں کرسکتا تو اللہ تعالیٰ کی کامل حمد وثنا بھی اس کے لئے ممکن نہیں ہوگی۔اسی بات کو امیر المومنین علیہ السلام نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لا یَبْلُغُ مِدْحَتَہُ الْقَا ئِلُوْنَ''

'تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں کہ بولنے والے جس کی مدح تک نہیں پہنچ سکتے'۔

(نہج البلاغہ خطبہ اول)

واضح سی بات ہے کہ جب ہماری محدود اور ناقص عقلیں اس کے کمالات کا ادراک نہیں کرسکتی ہیں تو ہماری زبانیں اس کے کمالات کو کیونکر بیان کرسکتی ہیں؟

یہی بات اللہ کے بڑا ہونے کے بارے میں بھی صادق آتی ہے۔ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی موجودگی میں کہا اللہ اکبر۔آپ نے فرمایا: اللہ کس چیز سے بڑا ہے؟ اس نے جواب دیا: ہر چیز سے۔آپ نے فرمایا: تم نے اللہ کو محدود کردیا۔اس پر اس شخص نے کہا: پھر میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا: **اَللّٰہُ اَکْبَرُ مِنْ اَنْ یُوْصَفَ**: ''اللہ اس بات سے بڑا ہے کہ اس کی صفات کو بیان کیا جاسکے''۔ (معانی الاخبار صفحہ 11)

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

سُبْحَانَ اللّٰہِ

سبحان اللہ کے معنی ہیں اللہ ہر نقص ، ہر عیب ، ہر کمی اور ہر قسم کی کوتاہی ہے پاک ہے۔اللہ الصمد کے بھی یہی معنی ہیں۔جس طرح اللہ اکبر اور الحمد للہ کی بنیاد **قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ** ہے اسی طرح سبحان اللہ کی بنیاد **اَللّٰهُ الصَّمَدُ** ہے۔

شیعہ مذہب میں توحید کی اہمیت

اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء توحید کا پیغام لے کر آئے۔رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم بھی عرب کے مشرک معاشرے میں توحید ہی کا پیغام لے کر آئے۔ بد قسمتی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد مسلمان فرقوں میں بٹ گئے۔اگر چہ سب مسلمان فرقے توحید پرست ہیں اور اللہ کو ایک مانتے ہیں لیکن توحید کا جس قدر جامع اور واضح تصور مذہبِ اہل بیت میں ملتا ہے وہ کہیں اور نہیں پایا جاتا۔یہی وجہ ہے کہ مذہب شیعہ اثنا عشریہ میں توحید کو انتہائی بلند مقام حاصل ہے۔ اس کا ایک اندازہ تو اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ شیعہ اذان کے اختتام پر دو بار **لاالٰہ الا اللّٰہ** کہا جاتا ہے جبکہ دوسرے تمام مسلمان فرقوں کی آذان کے آخر میں ایک بار **لا الہ الا اللّٰہ** کہا جاتا ہے۔

کچھ بے انصاف اور اللہ اور آخرت سے بے خبر مخالفین اہل تشیع پر مشرک ہونے کے الزامات لگاتے رہتے ہیں اور اس سلسلے میں زیارات آئمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین کو ایک بہانے اور آڑ کے طور پر استعمال کرتے ہیں کہ شیعہ اپنے آئمہ کے مزارات پر جا کر شرک کرتے ہیں۔حالانکہ شیعہ مذہب میں زیارت آئمہ علیہم السلام کے جو آداب بیان کئے گئے ہیں وہ اس بات کو روز روشن کی طرح واضح کر دیتے ہیں کہ زیارت قبور آئمہ علیہم السلام کا مقصد بھی توحید کا فروغ ہے۔اس سلسلے میں اگر متعلقہ کتب،جن میں مفاتیح الجنان کا نام بہت نمایاں ہے،مطالعہ کیا جائے تو نظر آتا ہے کہ زائرین کو ہدایت دی گئی ہے کہ کسی بھی امام

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

علیہ السلام کے روضہء اقدس پر جا کر اندر داخل ہونے سے پہلے داخل ہونے کی اجازت پر مبنی دعا (اذن دخول) پڑھیں۔اس کے بعد روضہء مبارک میں داخل ہو کر سب سے پہلے تسبیحات حضرت زہراء سلام اللہ علیہا پڑھیں۔زیارت کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے کی بھی شدید تاکید ہے۔یعنی زیارت امام سے قبل اللہ کی توحید کے ذکر پر مشتمل تسبیحات حضرت زہراء سلام اللہ علیہا اور زیارت کے بعد دو رکعت نماز....کیا اس کے باوجود شیعہ مشرک ہیں؟

اس کے علاوہ مختلف مواقع پر جو نوافل پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے اس میں بھی توحید کا اہتمام نمایاں نظر آتا ہے۔مثال کے طور پر پرشب عاشوراء یعنی دس محرم کی رات کے اعمال میں سے ایک عمل یہ ہے کہ اس رات سو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے جس میں ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد تین مرتبہ سورۂ اخلاص کی تلاوت کی جاتی ہے۔اسی طرح اس رات کے اعمال میں ایک عمل یہ ہے کہ چار رکعت نماز پڑھی جاتی ہے جس میں ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پچاس مرتبہ سورۂ اخلاص کی تلاوت کی جاتی ہے۔کیا اس کے باوجود شیعہ مشرک ہیں؟

اسی طرح پندرہ شعبان، جو مذہب شیعہ کے مطابق بارہویں امام حضرت امام مہدی سلام اللہ علیہ کی ولادت باسعادت کی شب ہے، اسے ایک انتہائی مبارک رات کے طور پر منایا جاتا ہے۔اس رات کے اعمال میں سے ایک عمل یہ ہے کہ اس رات چار رکعت نماز پڑھی جاتی ہے جس میں ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی جاتی ہے۔کیا اس کے باوجود یہ کہنے کی کوئی گنجائش موجود ہے کہ شیعہ مشرک ہیں؟

ماہ شعبان کے اعمال میں ایک عمل جس پر بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے یہ ہے کہ اس ماہ کے دوران ایک ہزار مرتبہ **لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ** (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے،

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com

اپنے دین کو اس کے لئے خالص کرتے ہیں خواہ یہ بات مشرکوں کو ناگوار گزرے) پڑھا جائے۔کیا اس کے باوجود اہل تشیع کو مشرک کہنا ظلم اور زیادتی نہیں؟

اہل تشیع کی مستحب نمازوں میں ایک نمازِ امام زمانہ ہے جو دو رکعت ہے۔اس کی ترتیب یہ ہے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے دوران 'اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ' کو ایک سو بار دہرایا جاتا ہے اور سورہ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص کی تلاوت کی جاتی ہے۔ان تمام اعمال سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ان سب کا مقصد روحِ توحید کو قلب و روح کی گہرائی میں اتارنے کے سوا کچھ نہیں۔یہ تو محض چند مثالیں ہیں ورنہ شیعہ کتب احادیث اور کتب ادعیہ و عملیات ایسے مطالب سے بھری پڑی ہیں جن کی روح خالص توحید ہے اور ان عبادات اور اعمال کا مقصد بھی صرف یہ ہے کہ ان اعمال کو انجام دینے والوں میں روحِ توحید کو پختہ کیا جائے۔

و الحمد للّٰہ رب العالمین

یکم رمضان المبارک 1432،لاہور

PDF created with pdfFactory trial version www.pdffactory.com